صاحبزادہ ابرار احمد بگوی

بھیرویات

بھیرہ کا ایک ثقافتی پہلو

پنجاب ۔۔۔۔اپنی تاریخ روایات اور تہذیب وتمدن میں نمایاں ہے۔ اس کی ثقافت صدیوں پرانی ہے۔ پانچ دریاؤں کی یہ سرزمین عظیم الشان عظمت کی حامل ہے۔ ٹیکسلا اور ہڑپہ کے کھنڈرات اس کے شاہد ہیں۔

بھیرہ بھی سرزمین پنجاب کا ایک قدیمی شہر ہے۔ جس نے بڑے فاتحین اور حملہ آوروں کے عروج وزوال کو دیکھا۔ان کے ہاتھوں تاراج ہوااور پھر اپنی ہمت، محنت اور ولولہ سے دوبارہ آباد ہوتا رہا۔سکندر مقدونی کے غرور وتکبر کو بھیرہ کی سرزمین پر ایسا سبق ملا کہ آگے بڑھنے کا حوصلہ ٹوٹ گیااور دنیا کو فتح کرنے کا خواب چکنا چور ہوا۔شکست کے باوجود فرزند پنجاب راجہ پورس کو دنیا اب بھی اس کی دلیری ہمت کو یاد رکھتی ہے۔حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے تین صدی قبل بھیرہ اسی پنجابی حکمران راجا پورس کی سلطنت کا ایک حصہ تھااور امن وامان کا گہوارہ تھا۔

آج کا بھیرہ بہت بدل چکا ہے۔ ڈیجیٹل اور سائنسی ایجادات نے ماضی کی روایات، اقدار اور سادگی کو اپنے سحر میں لے لیا ہے۔کبھی اس شہر میں باہمی محبت اور تعلق داری اور وفاداری تھی۔ سادہ زندگی کو پرلطف بنانے کے لئے کھیل تماشہ، میلہ اور مذہبی

تقریبات عام تھیں۔ یہ تفریحات مذہب ،مسلک کے تعصب سے پاک ہوتی تھیں۔ مسلمان، ہندو،سکھ اور دیگر مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کی خوشی میں شریک ہوتے اور لطف اندوز ہوتے تھے۔ دیوالی وسہرہ ہندو تہوار تھے تو عیدیں شب برات مسلمانوں کے خوشی کے دن مگر ایک دوسرے کی خوشی کا احترام دلوں میں موجود تھا۔

عرس و میلہ مذہبی تہوار اور رسوم ثقافت کی بنیاد میں ہر قوم اور ہر مذہب میں عبادات ومعاملات کے علاوہ خوشی وتفریح کا ساماں بھی موجود ہے۔ بھیرہ میں ہر مذہب ہر ذات قبیلہ کے لوگ آباد تھے ۔اس لئے اس کی خوشی غمی کی رسومات اور تقریبات میں تنوع ہے۔

زراعت کا انسانی زندگی پر گہرا اثر ہے اور گہرا تعلق بھی ۔موسم کے لحاظ سے اکثر عرس و میلے منعقد ہوتے ،خاص تاریخ اور دن کا تعین کر لیا جاتا ۔ہر سال اسے بڑے اہتمام اور جوش وخروش سے منایا جاتا تھا۔خوشی اور کھیل کود کے یہ مظاہر انسانی صحت اور نفسیات کے لئے اکثیر کا درجہ رکھتے تھے۔فصل اور موسم اور بزرگوں سے جڑے یہ عرس یہ میلے ایک دوسرے سے ملنے،سماجی رویے اور معاشی زندگی کو خوشگوار بناتے تھے۔ سیاحت کے فروغ کا باعث تھے اور مقامی کھیل اور کھلاڑیوں کے لئے ایک نعمت سے کم نہ تھے۔باہمی مقابلے ہمیشہ صحت منداور دوستانہ رویہ وروایات کو برقرار رکھتے۔

مسلمان اپنے بزرگوں کے عرس عقیدت اور محبت سے مناتے تھے۔بعض مزارات

پر میلہ کا انعقاد کیا جاتا۔ بازار سجتے، کبڈی اور دنگل سے شہ زور اپنے فن کا اظہار کرتے ۔صاحب مزار کی عقیدت کے پھولوں کی چادر پوشی کی جاتی۔ محفل سماع میں قوالی کا اپنا ہی ایک لطف اور منظر ہوتا۔ رقیق القلب کو "حال" پڑتا کہ ادھر اُدھر سر پٹکنا، وجد میں آ کر حق ہو حق ہو کا نعرہ لگانا، بعض منچلے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر جھوٹا وجد طاری کرتے تو دیکھنے کے لئے اصل ہے یا نقل، باندھ کر الٹا بانس یا درخت سے لٹکا دیا جاتا۔ اگر اصل ہے تو وجد کی یہ روحانی کیفیت برقرار رہتی ورنہ معافی کے خواستگار۔۔

مرد و زن مزار پر قرآن خوانی کرتے یا فاتحہ خوانی سے اپنی حاضری لگواتے۔ عرس پر احترام اور تقدس کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا۔ یہ میجک شو، سرکس یہ کنجر خانے تب نہ تھے۔ بھیرہ کے نواح طرطی پور میں حضرت پیر ادھم سلطانؒ نبی شاہ میں حضرت شاہ شہابلؒ اور چک قاضی میں حضرت چھوٹے سلطانؒ کے عرس پر میلہ لگتا تھا۔ پنجابی کیلنڈر کے ماہ اسوج، چیت اور ہاڑ میں منعقد ہوتے تھے۔ تحصیل بھیرہ کے موضع چاوہ میں نوشاہی فقیر اپنا مذہبی تہوار محرم میں مناتے۔

ماہ چیت میں اکثر عرس منعقد ہوتے ہیں۔ شہر بھیرہ میں ایک عرس حضرت سید میراں محمدی صاحبؒ کا پورا ماہ جاری رہتا۔ اگرچہ اس عرس پر میلہ تو نہ لگتا مگر سارا ماہ ہی میلہ کا سماں ہوتا۔ دور دراز سے زائرین پیدل یا اپنی اپنی کرایہ کی سواری پر حاضری دیتے۔ اس موقع پر بیمار اپنا خوان نکلواتے۔ اسے فسد کرانا کہتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہوتا کہ خون

نکلوانے سے شفا ملتی ہے۔(اب یہ خدا جانے شفا ملی یا نہ، کیونکہ کہاں سے یہ زائر آتا کسی کو خبر نہ تھی) زائرین کی کثرت کی وجہ سے دکانیں کھل جاتیں۔بھیرہ کی سوغات پھینیاں اور مہندی خوب بکتی۔کاروباری لحاظ سے بھی بھیرہ محروم نہ رہتا۔۔۔بھیرہ بھلوال روڈ پر شیخ پور کہنہ ایک بزرگ حضرت شاہ شمس بخاریؒ کا مزار ہے۔ماہ چیت میں زائرین یہاں بھی حاضری دیتے۔خون نکلواتے اور بعد بھیرہ میں حضرت میراں محمدی صاحبؒ پر حاضری دینے شہر میں بہت سے گمنام اہل علم کے مزارات ہیں۔اور ممکن ہے کہ ان کے اعراس کی محافل ہوتی ہوں مگر شہرت انہی کو حاصل رہی۔ہندو اپنے تہوار ،دیوالی، وسہرہ، رام میلا پر اپنی خوشی کا دل کھول کر اظہار کرتے۔شہر میں ہلا گھلا رہتا۔

پھاگن میں پیر کنیا ناتھ کا میلہ بیرون دروازہ حاجی گلاب بڑے زور وشور سے لگتا۔ مذہبی اور سماجی جذبات سے سرشار ہندو بڑی کثرت سے شرکت کرتے۔

بھیرہ میں سکھوں کی بھی ایک معقول تعداد آباد تھی۔بابا گرونانک جی کے یہ پیروکار خوشی ومسرت کے ایام مناتے۔بھیرہ میں مذہبی رواداری عام تھی۔اس لئے خوشی میں کیا مسلمان کیا ہندو، کیا سکھ۔سبھی خوشی کو خوشی ہی سمجھتے۔

فرنگی دور میں میلہ اسپاں ومویشیاں کا انعقاد مختلف علاقوں میں ہوتا تھا۔یہ روایت پاکستان بننے کے بعد بھیرہ میں جاری رہی۔عرف عام میں اس میلہ کو ''کمیٹی'' کہا جاتا تھا۔چونکہ تمام انتظام میونسپل کمیٹی بھیرہ کا ذمہ ہوتا تھا شاید اسی مناسبت سے اسے کمیٹی کہا

جانے لگا۔ میلہ میں اعلیٰ اور صحت مند نسل کے مویشی گائے، بھینس، بیل گھوڑے برائے فروخت لائے جاتے تھے۔ پنجاب کی معروف عوامی کھیلوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ جن میں نیزہ بازی، کبڈی، (کوڈی) پڑ کوڈی، کشتی سرفہرست تھیں۔

پڑ کوڈی کے لیے وسیع میدان درکار ہوتا ہے۔ کھلاڑی اپنے حریف کو زناٹے دار تھپڑوں (چاٹوں) سے بے بس کرتے ہوئے بھاگ نکلتا۔ لیکن عوام کا جوش وخروش اور نعروں تالیوں سے میدان گونج اٹھتا۔ کبڈی میں قینچی کا داؤ کمال ہوتا تھا۔ بعض اوقات مخالف کھلاڑی کے ٹانگ کی ہڈی فریکچر ہو جایا کرتی۔

میلہ میں چھوٹے بڑوں کی دلچسپی کے لیے جھولے، تھیٹر، سرکس، موت کا کنواں اور چڑیا گھر ہوتے جن کا ٹکٹ عام آدمی کے لئے آسان ہوتا۔ توجہ حاصل کرنے کے لئے ٹینٹ کے باہر ایک سٹیج پر بے ہنگم شور آلودہ گانا اور عورت کے لباس میں مرد ناچ کر تماشیوں کو ٹکٹ خریدنے کی دعوت دیتا تھا۔ طرح طرح کی مٹھائیوں کے سٹال ہوتے۔ جلیبی اور ذرا موٹی جلیب میلہ کے شرکاء پسند کرتے۔ سموسہ، پکوڑے والے اپنا رنگ جماتے۔ فالودہ، فروٹ چاٹ اور دہی بھلے کی ریڑھیاں گاہکوں سے بھری رہتیں۔ بچوں کے لئے کھلونے اور مداری والے جگہ جگہ ڈیرے ڈالے ہوتے۔ شور اور گرد وغبار اور گرم موسم تیز دھوپ کے باوجود ہر شخص خوش باش تھا۔ نہ کرونا نہ وائرس کا ڈر، پھر وقت بدلا۔ وائرس اور کرونا سب کچھ لے ڈوبا۔ بداخلاقی اور بدلحاظی کا وائرس عام ہوا۔ فحاشی

اور جسم فروشی کے لئے میلوں میں میجک شو کے نام پر کیمپ لگنے شروع ہوئے اور ان کے اثرات بدنے یہ نتیجہ نکالا کہ دولت، سیاسی اثر ورسوخ کے بگڑے بدقماش لوگوں نے میلہ کی رونق کو اجاڑ دیا۔ 1984ء میں میجک شو کی لڑکیاں اٹھالی گئیں۔ رنگ رلیاں منائی گئیں اور عوام میں شدید ردعمل ہوا۔ چنانچہ اس وقت کے چیئرمین میونسپل کمیٹی بھیرہ نے میلہ کا انعقاد معطل کر دیا۔ عرصہ دراز تک یہ میلہ بند رہا۔ پھر ایک اور چیئرمین آئے انہوں نے سرکس کے نام پر کمیٹی میلہ کا انعقاد کیا۔ لیکن 2017ء کمیشن سکینڈل نے معاملہ خراب کر دیا۔ تب سے اب تک کمیٹی میلہ بھیرہ بند ہے۔

میانی بھیرہ کا ایک جڑواں تاریخی شہر ہے یہاں اپریل/ وساکھ میں وساکھی میلہ لگتا ہے۔ کچھ عرصہ سے بند رہنے کے بعد 2024ء میں پھر بحال ہوا اور بڑا کامیاب رہا۔ عوام نے بڑی دلچسپی لی۔ وساکھ کے انہی ایام میں بھیرہ کی خواتین دریائے جہلم کے کنارے وساکھی منایا کرتی تھیں۔ رنگ برنگ لباس پہنے بچے اس میلہ کی رونق دوبالا کرتے۔ گھروں سے کھانا لایا جاتا، ریڑھی بان اپنا بازار لگا لیتے تھے پھر تہذیب نو نے اس خوشی کو بھی ڈس لیا۔ قیام پاکستان سے پہلے ہندو بڑے شوق اور عقیدت سے کٹاس راج مندر (چوآسیدن شاہ) پیدل یا اپنی سواریوں پر جوق در جوق جایا کرتے تھے، مارچ (چیت) میں شوراتری اور نومبر (پوہ) میں نوراتری کے تہوار کے لئے جاتے۔

بھیرہ میں ایک محاورہ تا ''کیدھے گے ہو، کٹاسی'' جب یاتری صبح دم یاترا کے لئے

جاتے اور پوچھنے پر بتاتے کہ کٹاس راج اور دھکے ہارے واپسی پر کٹاس سے ''کٹاسی'' کہا جاتا۔ یہ ایک مذہبی تقریب تھی مگر جن جن راستوں سے یہ یاتری جاتے وہاں وہاں سماجی رویہ اور کاروبار کو فائدہ پہنچتا رہا۔

بھیرہ علم وفن میں نمایاں رہا۔ مقامی کھیلوں کا مرکز بنا علم وفن میں ماہر شخصیات نے جنم لیا اور ثقافتی سرگرمیوں میں کسی سے بھیرہ پیچھے نہیں رہا۔